Al-Marjān Research Journal
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور
HJRS
ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان
Y کیٹیگری منظور شدہ
Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

خصوصی شمارہ برائے "عُرف بطور ماخذِ شریعت"

An Applied Study of Changing 'Urf and Its Effects on Islamic Jurisprudence: Revisiting Prophetic-Era Cases in the Modern Context

عرف کی تبدیلی اور فقہی احکام: عہدِ نبوی ﷺ کے مسائل کا عصرِ حاضر میں تطبیقی مطالعہ

Authors Details

1. **Inayat ur Rehman**
   Lecturer at HITEC University Taxila, Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila, Pakistan.
2. **Khaleel-ur-Rehman** (Corresponding Author)
   Ph.D. Research Scholar at HITEC University. Taxila, Pakistan.
   abuaashi82@gmail.com

Citation

Inayat ur Rehman and Khaleel ur Rehman. " An Applied Study of Changing 'Urf and Its Effects on Islamic Jurisprudence: Revisiting Prophetic-Era Cases in the Modern Context " *Al-Marjān Research Journal*, 3, no.1, Jan-Mar (2025): 49− 59.

Submission Timeline

Received: Dec 05, 2024
Revised: Dec 19, 2024
Accepted: Jan 02, 2025
Published Online: Jan 11, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

An Applied Study of Changing 'Urf and Its Effects on Islamic Jurisprudence: Revisiting Prophetic-Era Cases in the Modern Context

عرف کی تبدیلی اور فقہی احکام: عہدِ نبوی ﷺ کے مسائل کا عصرِ حاضر میں تطبیقی مطالعہ

☆ عنایت الرحمٰن ☆ خلیل الرحمٰن

Abstract

In Islamic jurisprudence, 'Urf (custom) holds significant importance as a principle that aids in the application of legal rulings in accordance with time and circumstances. During the era of Prophet Muhammad ﷺ, many rulings were established based on the prevailing customs of that time. However, with the evolution of customs, the nature of these rulings also changed. This study examines the legal issues that were determined based on 'Urf during the Prophet's time and analyzes how their status has transformed in the modern era due to shifts in customary practices. This research will be conducted in light of the jurisprudential maxim "Al-'Ādah Muhakkamah" (Custom is authoritative) and will present the views of classical and contemporary scholars on the subject. A key focus will be on determining whether every ruling based on 'Urf is subject to change over time or if certain rulings, despite being linked to a specific custom, retain their permanency due to fundamental Shari'ah principles. This paper offers an analytical and applied study of the transformation of 'Urf and its impact on Islamic legal rulings, providing a deeper understanding of the evolutionary nature of Islamic jurisprudence and its practical application in contemporary times.

Keywords: Fiqha , Urf , Shari'ah , Juristic , Customary

تعارف موضوع

اسلامی فقہ ایک متحرک اور جامع نظام قانون ہے جو نہ صرف دائمی اصولوں پر قائم ہے بلکہ معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ موافقت کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ اس موافقت کو سمجھنے کے لیے، اسلامی فقہ میں "عرف" کے تصور کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسلامی فقہ میں 'عرف' (رواج) ایک اہم اصول کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو وقت اور حالات کے مطابق شرعی احکام کے نفاذ میں مدد فراہم کرتا ہے۔ عرف، جو کسی معاشرے میں عام طور پر قبول شدہ اقوال، افعال یا ترک فعل پر مشتمل ہوتا ہے، اسلامی قانون کے ارتقاء میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کئی فقہی مسائل اس دور کے عرف کے مطابق حل کیے گئے تھے۔ تاہم، چونکہ عرف بدلتا رہتا ہے، لہذا ان احکام کی نوعیت بھی تبدیل ہوتی گئی۔ اس تحقیق میں وہ فقہی مسائل کا جائزہ لیا جائے گا جو آپ ﷺ کے دور میں 'عرف' کی بنیاد پر طے کیے گئے تھے اور یہ تجزیہ کیا جائے گا

☆ پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامیات، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا، پاکستان۔
☆ لیکچرر و پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامیات، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا، پاکستان۔

کہ کس طرح جدید دور میں ان کے احکام میں تبدیلی آئی ہے، کیونکہ رواج میں تبدیلی آئی ہے۔ اس تحقیق کو فقہی قاعدے "الْعَادَةُ مُحَكَّمَةٌ" (رواج قاضی ہوتا ہے) کی روشنی میں کیا جائے گا، اور اس متعلق علمائے کرام کی آراء کا تجزیہ ہو گا۔ ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ آیا ہر وہ حکم جو 'عرف' کی بنیاد پر ہوتا ہے، وقت کے ساتھ تبدیل ہو سکتا ہے یا کچھ احکام، جو خاص رواج سے جڑے ہوئے ہیں، اصولی شریعت کی بنا پر مستقل رہتے ہیں۔ یہ مقالہ 'عرف' کی تبدیلی اور اس کے اسلامی فقہ کے احکام پر اثرات کا تجزیاتی اور عملی مطالعہ فراہم کرے گا، جس سے اسلامی فقہ کی ارتقائی نوعیت اور جدید دور میں اس کے عملی اطلاق کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے گا۔ اس تحقیقی مقالے کے بنیادی سوالات اور مقاصد درج ذیل ہیں: اسلامی فقہ میں "عرف" کی اصطلاح کی تعریف اور اہمیت کیا ہے؟ "عرف" کی مختلف اقسام کیا ہیں اور ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ "عرف" میں تبدیلی کیسے آتی ہے اور اس تبدیلی کا فقہی احکام پر کیا اثر پڑتا ہے؟ عہد نبوی ﷺ کے ایسے مخصوص مسائل کون سے ہیں جن کے فقہی احکام اس وقت کے "عرف" پر مبنی تھے؟ ان مسائل کا عصر حاضر کے تناظر میں مطالعہ کرنے سے کیا نتائج سامنے آتے ہیں؟ اس تقابلی مطالعہ کے لیے مناسب تحقیقی طریقہ کار اور اصول کیا ہونے چاہئیں؟ اس موضوع پر مختلف اسلامی فقہی مکاتب فکر کی آراء کیا ہیں؟ اور کون سی معاصر مثالیں یہ واضح کرتی ہیں کہ "عرف" کی تبدیلی کس طرح فقہی احکام کو متاثر کرتی ہے؟

سابقہ تحقیق

عرف کے بارے میں محققین علمائے کرام نے قابل قدر کام کیا ہے، جس میں سے چند تحقیقی کتب و مقالہ جات درج ذیل ہیں:

1۔ عرف و عادت کی شرعی و قانونی حیثیت (اسلامی اور مغربی اصولِ قانون کا تقابلی مطالعہ): یہ تحقیق ڈاکٹر حافظ عبد الغنی کی ہے جس میں اسلام اور مغرب کے اصولِ قانون کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے، جس میں عرف کا بطور خاص موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق اردو زبان میں اسلامک پبلیشرز کی طرف سے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

2۔ احکام میں عرف و تعامل کی حیثیت: یہ کتاب دراصل علامہ ابن عابدین شامیؒ کی کتاب " نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف " کا اردو ترجمہ ہے، اس کتاب کے اردو مترجم جناب محمد زبد الحق برکاتی ہیں، اور اس کے ناشر فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن دہلی ہیں۔

3۔ عرف اور سد ذرائع (قانونِ اسلامی، اختصاصی مطالعہ): ڈاکٹر منیر احمد مغل کی یہ تحقیقی کاوش شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے شائع ہوئی ہے، جس میں عرف اور سد ذرائع پر نہایت وقیع بحث کی گئی ہے۔

مبحث اول: اسلامی فقہ میں "عرف" کی اصطلاح

1۔ عرف کا لغوی معنٰی

عرف ثلاثی مجرد صحیح سے اسم جامد ہے، لغت عرب میں ایک سے زائد معانی میں مستعمل ہے، لغوی طور پر "جاننا" یا کسی معاشرے کا "علم" کے معنی میں آتا ہے۔[1] نیز اس کے لغوی معانی طریقہ، طرز کے بھی آتے ہیں، کلام عرب کے لغت میں عرف کو عادت کے معنٰی میں بھی لیا جاتا ہے۔[2]

2۔ عرف کی اصطلاحی تعریف

اہل عرب عرف کو ایسی عادت کے معنٰی میں لیتے ہیں جو معاشرے میں ایسا رچ بس جائے کہ جو عقول صحیحہ اور طبائع سلیمہ اس پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ نہ محسوس نہ کریں۔[3]

---

[1] Balyāwī, ʻAbd al-Ḥafīẓ. *Miṣbāḥ al-Lughāt*. Lahore: Maktaba Usāma ibn Zayd, Urdu Bazaar, n.d., 545.
[2] Dr. Muḥammad Ṣiddīqī ibn Aḥmad. *Al-Wajīz fī Iḍāḥ Qawāʻid al-Fiqh al-Kulliyya*. Beirut: Muʼassasat ar-Risāla, 1416 AH, 1: 273.

علامہ جرجانیؒ عرف کا اصطلاحی معنیٰ درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

" ما استقرت النفوس عليه بشهادة العقول، وتلقته الطبائع بالقبول"[4]

"جو عقول صحیحہ اور طبائع سلیمہ کے قبول کرنے سے دلوں میں جگہ حاصل کریں۔"

"درج بالا تعریفات کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ عرف" سے مراد وہ مکرر اور معروف اعمال و عادات ہیں جنہیں فطرتِ سلیمہ رکھنے والے افراد اختیار کرتے ہیں۔ یہ کسی مخصوص معاشرے کے رائج اطوار، رسوم، اور طرزِ زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اصطلاحی طور پر "عرف" ان اقوال و افعال پر مشتمل ہوتا ہے جو عقلِ سلیم رکھنے والے افراد کے درمیان معروف اور پسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ محض رسم یا روایت نہیں، بلکہ معاشرتی شعور اور اقدار کا عکاس بھی ہوتا ہے۔ "عرف" ان امور کو بھی شامل کرتا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے درمیان ایک تسلیم شدہ روایت کی صورت اختیار کر چکے ہوں۔ "عرف" اور "معروف" اکثر ایک دوسرے کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، جن سے مراد وہ چیز ہے جو معروف، بھلی، اور قابل قبول ہو۔ اس سے "عرف" کی درج ذیل دوہری نوعیت سامنے آتی ہے:

یہ ایک طرف سماجی شعور سے جڑا ہوا ہے، تو دوسری طرف اس کے حسن اور معقولیت کا معیار بھی موجود ہے۔ اگرچہ "عرف" اور "عادت" کو بعض اوقات مترادف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، لیکن بعض علماء ان کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ "عادت" فرد یا گروہوں سے پیدا ہو سکتی ہے، جبکہ "عرف" عام طور پر اجتماعی طریقوں سے مراد ہوتا ہے۔ "عرف" کا دائرہ "عادت" سے وسیع تر ہے کیونکہ اس میں عام رواج شامل ہیں۔ "عادت" انفرادی ہو سکتی ہے، لیکن "عرف" ہمیشہ اجتماعی ہوتا ہے۔ اگرچہ اکثر ایک دوسرے کے بدلے استعمال ہوتے ہیں، "عرف" اور "عادت" کے درمیان یہ باریک فرق "عرف" کی اجتماعی قبولیت اور وسیع تر معاشرتی اصولوں پر توجہ کو اجاگر کرتا ہے۔

مبحث دوم: عرف کی اہمیت

فقہ اسلامی میں "عرف" کی اہمیت اور حیثیت ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے جو ثقافتی طور پر ایسے قوانین اخذ کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے جہاں قرآن اور سنت میں واضح طور پر تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ اس کو ماخذ بنانے میں اسلام کے واضح احکام موجود ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ"[5]

فقہاء کرام نے عرف کے حجیت پر قرآن کی کئی آیات اور احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے.

اس ضمن میں آیت کریمہ ہے:

" فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ "[6]

اس آیت کریمہ میں قسم توڑنے کا کفارہ ذکر ہے، جس میں دس مساکین کو کھانا کھلانے کا بیان ہے.

تاہم یہ کھانا کس طرح کا ہو؟ اور اس کی مقدار و کوالٹی کیا ہو، تو اس میں عرف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت کو فقہاء کرام ایک اصول کے طور پر لیتے ہوئے اس سے بہت سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں، چنانچہ علماء نے لکھا ہے:

"فَإِنَّ أَصْلَهُ أَنَّ مَا لَمْ يُقَدِّرْهُ الشَّارِعُ فَإِنَّهُ يُرْجَعُ فِيهِ إِلَى الْعُرْفِ، وَهَذَا لَمْ يُقَدِّرْهُ الشَّارِعُ فَيُرْجَعُ فِيهِ إِلَى الْعُرْفِ، لَا سِيَّمَا مَعَ قَوْلِه تَعَالَى {مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ}"[7]

---

[3] Zayn ad-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Nujaym al-Ḥanafī. *Al-Ashbāh wa an-Naẓā'ir*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1419 AH, 1: 79.
[4] Alī ibn Muḥammad ibn 'Alī al-Jurjānī. *Kitāb at-Ta'rīfāt*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1403 AH, 1: 149.
[5] Al-A'rāf, 7:199.
[6] Al-Mā'ida, 5:89.
[7] Abd al-Ḥalīm ibn 'Abd as-Salām, Ibn Taymiyya. *Al-Fatāwā al-Kubrā li-Ibn Taymiyya*. Beirut: Dār al-Kutub

"کیونکہ اس کا اصل یہ ہے کہ جو چیز شرع نے متعین نہیں کی، اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور یہ وہ چیز ہے جسے شرع نے متعین نہیں کیا، تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا، خصوصاً جب اللہ تعالیٰ کے قول {مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ} "کو مد ِ نظر رکھتے ہوئے۔

ابن فارس لکھتے ہیں:

" اقض بكل ما عرفته النفوس مما لا يرده الشرع، وهذا أصل القاعدة الفقهية في اعتبار العرف وتحتها مسائل كثيرة لا تحصى"[8]

" تم اس کے مطابق فیصلہ کرو جو نفوس نے پہچانا ہے، بشرطیکہ وہ شرع سے متصادم نہ ہو، اور یہ فقہی قاعدے کا اصل ہے جس میں عرف کو مد نظر رکھا جاتا ہے، اور اس کے تحت بے شمار مسائل ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔"

اس سے عرف کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ معاشرتی امور کو منظم اور موافق کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اور قانونی اصولوں کو موجودہ معاشرتی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ اسی کی اہمیت کے پیش نظر فقہاء کرام نے یہ اصول اخذ کیا کیا ہے: " التعيين بالعرف كالتعيين بالنص " یعنی عرف کے ذریعے سے جو تعیین حاصل ہو وہ یقینی ہونے میں "نص" کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح، "عرف" شریعت کے غیر متبدل اصولوں اور انسانی معاشروں کی بدلتی ہوئی حقیقتوں کے درمیان ایک اہم کڑی کا کام کرتا ہے، جس سے قانون کی مسلسل اطلاق پذیری یقینی بنتی ہے۔

مبحث سوم: "عرف" کی اقسام اور شرعی حیثیت

عرف کی استعمال اور اطلاق کے لحاظ سے مختلف اقسام ہیں۔ فقہاء نے اس کی درج ذیل درجہ بندی کی ہے:

1. عام عرف
2. خاص عرف
3. قولی عرف
4. فعلی عرف[9]

عرف کی یہ اقسام عموماً اس کے اس استعمال کے اعتبار سے ہے، یعنی عام عرف وہ عام رواج ہے جو تمام لوگوں میں ہر جگہ، وقت گزرنے کے باوجود رائج ہو۔ مثلاً، مینوفیکچرنگ کے معاہدے، پیشکش اور قبولیت کے ذریعے فروخت طور طریقے وغیرہ، اس کے مقابلے میں۔ خاص عرف وہ رواج ہے جو کسی خاص علاقے، پیشے یا تجارت میں رائج ہو جیسے سبزی منڈی میں آڑھتیوں کے معاملات وغیرہ۔ قولی عرف سے مراد الفاظ کے وہ معنی ہیں جو عام طور پر لوگ بولتے وقت مراد لیتے ہیں، جو لغوی معانی سے مختلف ہوتے ہیں (مثلاً، کسی کے گھر کا پانی نہ پینے کی قسم کھانے سے مراد ہے کہ اس گھر کی کوئی چیز نہیں چکھنا وغیرہ، جبکہ فعلی عرف سے مراد وہ اعمال اور طریقے ہیں جن کے لوگ عادی ہوں (مثلاً، واضح زبانی معاہدے کے بغیر لین دین کرنا) یہ روز مرہ کی زندگی اور شہری لین دین میں عام طور پر بار بار کے طریقے ہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام عرف کے حکم کے اعتبار سے درج ذیل دو قسمیں بنائی ہیں: 1۔ صحیح 2۔ فاسد

al-ʻIlmiyya, 1408 AH, 4: 199.

[8] Jalāl ad-Dīn as-Suyūṭī. *Al-Iklīl fī Istinbāṭ at-Tanzīl*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1401 AH, 1: 132.

[9] Zubd al-Ḥaq Miṣbāḥī. *Aḥkām mein ʻUrf wa Taʻāmul kī Ḥaythiyyat*. Delhi: Falāḥ Research Foundation, 1436 AH/2015, 22.

ان دونوں کی وضاحت درج ذیل ہے:

1۔ **صحیح عرف:** عرف صحیح وہ ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو، اور قرآن و سنت کے کسی صحیح ثابت امر کے خلاف نہ ہو، ایسا عرف شرعاً معتبر ہے جس سے عوام الناس کو فائدہ اور سہولت ملتی ہے۔

2۔ **عرف فاسد:** فاسد عرف وہ ہے جو شریعت کے مخالف ہو، جو ناجائز کو جائز ٹھہرائے یا جائز کو منع کرے، اس کو جائز نہیں سمجھا گیا ہے لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے۔[10]

3۔ عرف میں زمانے کی تبدیلی کا اثر

سابقہ تعریفات سے یہ واضح ہوا کہ عرف معاشرے میں رائج معاملات پر مبنی ہے، تاہم اس سے یہ امر بھی ہوتا ہے کہ عرف کوئی جامد چیز نہیں ہے بلکہ یہ حالات، جگہ اور وقت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یہ لوگوں کی فطرت اور ان کی ثقافت کا نتیجہ ہے، جو تقلید کے ذریعے مضبوط ہوتا اور پھیلتا ہے۔ بسا اوقات عرف نسل در نسل بھی منتقل ہوتا رہتا ہے اور کبھی نئے رواج پرانے رواج پر غالب آسکتے ہیں۔ اس متحرک فطرت کی وجہ سے، عرف معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی منظرناموں کی ارتقائی عکاسی کرتا ہے۔ چنانچہ عرف میں تبدیلی فقہی احکام پر لازماً اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ قانونی احکام جو عرف پر مبنی ہوتے ہیں وہ عرف کے بدلنے کے ساتھ بدل سکتے ہیں۔ چنانچہ اس کو دیکھتے ہوئے فقہاء کرام نے اصول فقہ میں باقاعدہ اس اصول کو شامل ہے کہ "تغير الاحكام بتغير الازمان" (وقت کے بدلنے سے احکام کا بدل جاتے ہیں۔[11]

"تغیر الاحکام بتغیر الازمان" کا اصول انہی احکام پر لاگو ہوتا ہے جو عرف، عادت اور اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں، یہ ان احکام کے درمیان فرق کرتا ہے جو واضح الٰہی نصوص پر مبنی ہوتے ہیں (جو تبدیل نہیں ہوتے) اور وہ جو عرف اور اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں (جو تبدیل ہو سکتے ہیں)، یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی قانون مختلف سیاق وسباق میں متعلقہ اور قابل عمل رہے۔ اس سے یہ امر واضح ہوا کہ انسانی معاشروں کی ضروریات اور مفادات وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اور ان تبدیلیوں کو فقہی احکام میں مد نظر رکھنا ضروری ہے، کیونکہ فقہاء کرام جو قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط کرتے ہوئے عرف کو بطور خاص مد نظر رکھتے ہیں، ایسے میں جب عرف بدل جائے تو حکم کی حیثیت وہ نہیں رہتی جو اس عرف کی موجودگی میں تھی۔ اسی پیچیدگی کی وجہ سے مفتیانِ کرام کا منصب اہم ہو جاتا ہے جن کا کام پیش آمدہ مسائل کا جواب کتابوں سے نکال کر دینے تک محدود نہیں، بلکہ مفتیان کرام میں اس اہلیت کا موجود ہونا ازحد ضروری ہے کہ وہ زمانے اور عرف کے احوال سے واقف ہونے کے ساتھ اس امر کا ادراک بھی رکھتے ہوں کہ عرف کے بدلنے کی وجہ سے اب پیش آمدہ مسئلہ کو جواب وہ والا ممکن نہیں جو قدیم فقہاء کرام نے اپنے عرف کو دیکھ کر اخذ کیا تھا۔ عام طور پر فتویٰ حالات اور مقام کی بنیاد پر بدل سکتے ہیں، جو عرف سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرف فقہ کے بعض پہلوؤں کے متروک یا غیر فعال ہونے کا سبب بن سکتا ہے، یہ تسلیم شدہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اسلامی قانون اپنی مطابقت برقرار رکھنے کے لیے قانونی احکام کو بدلتی ہوئی حقیقتوں کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔ زمانے کے مسائل کے حل کرنے میں اور اسلام کو موجودہ دور کے لحاظ سے فقہی مسائل کو لوگوں کے قابل عمل بنانے میں فتاویٰ جات میں عرف کی اہمیت سے نا صرف انکار ممکن نہیں، بلکہ عرف کو مد نظر رکھتے ہوئے فتویٰ دینے سے ہی شریعت اسلامی کے مزاج سے ہم آہنگی بھی پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

---

10 Muḥammad Ṣiddīqī ibn Aḥmad. *Al-Wajīz fī Iḍāḥ Qawāʿid al-Fiqh al-Kulliyya*. Beirut: Mu'assasat ar-Risāla, 1416 AH, 1: 282.

11 Al-Kāsānī, 'Alā' ad-Dīn Abū Bakr ibn Mas'ūd ibn Aḥmad. *Badā'i' aṣ-Ṣanā'i' fī Tartīb ash-Sharā'i'*. Beirut: Dār al-Fikr, 1419 AH/1998, 1: 122.

مبحث چہارم: عہدِ نبوی ﷺ کے عرف پر مبنی مسائل

عہدِ نبوی ﷺ میں ایسے بہت سے معاملات تھے جن کے فقہی احکام اس وقت کے رائج عرف پر مبنی تھے۔ ان میں سے چند معاشرتی درج ذیل جہتیں تھیں؛

1. خرید و فروخت کے معاملات
2. عائلی معاملات
3. عبادات کے متعلق احکام

مذکورہ بالا معاشرتی معاملات سے متعلق مسائل کے احکام اس دور کے رائج عرف کو بنیاد بنا کر اس کے احکام بیان کیے گئے تھے، جیسے میں بیع سلم کو جائز اور برقرار رکھنے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ نے اس زمانے کے عرف کو مدنظر رکھ کر کیا تھا، حالانکہ بیع سلم کو اگر بنیادی شرعی اصولوں پر رکھا جائے تو اس پر عدمِ جواز کا حکم لگتا ہے، مگر اس سے قطع نظر آپ ﷺ نے قبل از اسلام عرب کے رواجوں کو منظور فرمایا، اور اس کے جواز کا حکم دیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرب معاشرے کے موجودہ تجارتی طریقوں کو قانونی احکام کی بنیاد کے طور پر تسلیم کیا اور استعمال کیا، جب تک کہ وہ اخلاقی ہوں اور الٰہی رہنمائی سے متصادم نہ ہوں۔ اسی طرح خاندانی قانون سے متعلق مسائل میں قرآن نے میاں بیوی کے حقوق کی تفصیلات عرف (معروف) پر چھوڑ دی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[12]

"اور عورتوں کے لیے دستور کے مطابق وہی حقوق ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔"

آیت کا مفہوم اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر معاشرے میں عرف کے مطابق عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ یعنی یہ جو حقوق مردوں اور عورتوں کے درمیان متعین ہیں، ان کا تعین محض قرآن و سنت کی تعلیمات سے نہیں، بلکہ ان معاشرتی اصولوں سے بھی ہونا چاہیے جو معاشرے کے عرف میں رائج ہوں اور جنہیں اچھا سمجھا جائے، بشرطیکہ وہ شریعت سے متصادم نہ ہوں۔ جیسے آپ ﷺ کے عہد میں نکاح کے موقع پر مہر کی مقدار میں بھی عرف کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اسی طرح "مہر مثل" میں عرف پر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ يُعْتَبَرُ فِيمَا لَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعُرْفُ فِي مِثْلِ هَذَا الْبَابِ، فَمَا جَرَى بِهِ الْعُرْفُ مِنْ غَسْلِ ثِيَابِ الصَّبِيِّ وَإِصْلَاحِ الطَّعَامِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ عَلَى الظِّئْرِ أَمَّا الطَّعَامُ فَعَلَى وَالِدِ الْوَلَدِ، وَمَا ذَكَرَ مُحَمَّدٌ أَنَّ الدُّهْنَ وَالرَّيْحَانَ عَلَى الظِّئْرِ فَذَلِكَ مِنْ عَادَةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.[13]

"نتیجہ یہ ہے کہ جہاں نص موجود نہ ہو، وہاں اس طرح کے معاملات میں عرف کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ جیسے کہ بچوں کے کپڑے دھونا، کھانا تیار کرنا اور اس طرح کی دوسری باتیں، یہ سب بچے کی دودھ پلانے والی عورت پر ہیں، جبکہ کھانا بچے کے والد پر ہے۔ اور جیسا کہ محمد نے ذکر کیا ہے کہ تیل اور خوشبو دودھ پلانے والی عورت پر ہیں، تو یہ اہل کوفہ کی عادت ہے۔"

اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ خاندانی قانون، خاص طور پر ازدواجی حقوق اور رواج سے متعلق پہلو، اس وقت کے عرف سے نمایاں طور پر متاثر تھے، جس سے اسلامی قانون کی اخلاقی حدود کے اندر ثقافتی اصولوں کو اپنانے کی لچک ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح عبادات سے متعلق بعض

[12] Al-Baqara, 2:228.
[13] Al-Bābartī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Maḥmūd. *Al-ʻInāya Sharḥ al-Hidāya*. Beirut: Dār al-Fikr, n.d., 9: 106.

مسائل میں عرف کا اعتبار کیا گیا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مستحاضہ کو ان کے حیض کے بارے میں عورتوں کے عام رواج کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اگرچہ عبادات بنیادی طور پر وحی پر مبنی ہیں، اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ عام اصولوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں عرف ایک کردار ادا کر سکتا ہے۔ فقہائے اربعہ میں امام مالکؒ نے عرف کی اس حیثیت کو دیکھتے ہوئے "تعامل اہل مدینہ "کا با قاعدہ اصول وضع کیا۔ اور اس سے مسائل کے استنباط میں استدلال کیا کرتے تھے۔ یہ مثالیں مزید واضح کرتی ہیں کہ کس طرح نبی کریم ﷺ نے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں موجودہ عرب رواجوں پر انحصار کیا اور ان کو اپنایا، جس سے اسلامی قانونی عمل میں عرف کے ابتدائی انضمام کو ظاہر کیا گیا۔

مبحث پنجم: عرف کی تبدیلی کے اثرات

عصر حاضر کا عرف عہد نبوی ﷺ کے عرف سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ تجارتی طریقے، خاندانی ڈھانچے اور معاشرتی تعاملات میں اہم تبدیلیاں آئی ہیں۔ عالمگیریت، تکنیکی ترقی اور بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار نے معاصر عرف پر گہرا اثر ڈالا ہے، سابقہ تحقیق سے واضح ہوا کہ جن مسائل کی بنیاد عرف پر ہے اور وہ مسائل قیاسیہ بھی ہیں تو ان مسائل کے احکام کی تبدیلی میں فقہائے اربعہ میں کسی کو اختلاف نہیں، اور یہ مسئلہ خود فقہائے احناف کے ہاں بھی متفقہ ہے کہ جو مسائل قرآن وحدیث سے براہ راست ثابت نہ ہوں، بلکہ قرآن وسنت پر قیاس کرکے اس مسائل کے احکام بیان کیے گئے اور اس قیاس میں عرف کو بنیاد بنایا گیا ہو، تو اگر عرف تبدیل ہو گا تو ایسے مسائل کے احکام بھی تبدیل ہو جائیں گے، جیسے " قفیز الطحان " کے مسئلہ میں علت عامل کے عمل سے پیدا ہونے والی چیز کو اجرت بنانا ہے، اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے بہت سے معاملات میں عدم جواز کا حکم لگایا گیا، تاہم عرف کی تبدیلی کی بنیاد پر قدیم فقہائے کرام کے عدم جواز کی بعض جگہوں کو جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے موجودہ زمانے میں گندم کے تھریشر والے کا گندم کی صورت میں عرف کی وجہ سے اجرت لینے پر جواز کا حکم دیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو مسائل منصوص ہیں اور اس میں عرف کو بنیاد نہ بنایا گیا یعنی آپ ﷺ نے ان کا حکم خود بیان کیا، اور آپ ﷺ نے اپنے زمانے کے عرف کو مد نظر نہ رکھا ہو، کیا زمانے کی تبدیلی کے اثرات اس میں بھی اثر انداز ہوں گے؟ فقہائے کرام نے اس کے لیے با قاعدہ بنایا ہے کہ "التعامل بخلاف النص لا یعتبر"[14]

یعنی نص کے خلاف عرف کا اعتبار نہیں ہو گا، مثال کے طور پر اگر کہیں پر شراب کا رواج ہو جائے تو اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ خلاف نص ہے کہ شراب کی حرمت پر با قاعدہ نص قطعی موجود ہے۔

1۔ منصوص مبنی علی العرف

اگر خود نص میں ہی عرف کو بنیاد بنایا گیا ہو، اور پھر عرف بدل جائے تو کیا حکم بھی بدلے گا یا پھر نص ہونے کی وجہ سے عرف غیر معتبر ٹھہرے گی؟ مجتہدین کرام کے سامنے اس طرح کے کئی مسائل سامنے آئے مثلاً کھجور، گندم، جو، آٹا اور نمک وغیرہ کی خرید و فروخت کے معاملات، جو دور نبوی ﷺ میں مکیلی تھے، اور ان کو ماپ کر لین دین کیا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان اموال ربویہ کو کیل (ماپ) کے اعتبار سے برابری کو ضروری قرار دیا۔ تاہم مرور ایام کی وجہ سے اب عرف میں ان اشیاء کو ماپ کے اعتبار سے لین دین کے بجائے وزن کے اعتبار سے خرید و فروخت اور لین دین کیا جاتا ہے۔

14 Munīr Aḥmad Mughal. ‘Urf wa Sadd Dhara’i‘. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d., 16.

فقہائے احناف میں سے بعض ائمہ کا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جس چیز کا جو حکم بیان کر دیا، اس کا وہی رہے گا اگرچہ عرف بدل گیا ہو جبکہ بعض ائمہ عرف کو نص پر فوقیت دیتے ہوئے اس کے اس کے تبدیلی کے قائل ہیں، چنانچہ صاحب ہدایہ اس مسئلہ کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وكل شيء نص رسول الله صلى الله عليه وسلم على تحريم التفاضل فيه كيلا فهو مكيل أبدا، وإن ترك الناس الكيل فيه مثل الحنطة والشعير والتمر والملح وكل ما نص على تحريم التفاضل فيه وزنا فهو موزون أبدا، وإن ترك الناس الوزن فيه مثل الذهب والفضة" لأن النص أقوى من العرف والأقوى لا يترك بالأدنى "وما لم ينص عليه فهو محمول على عادات الناس" لأنها دلالة. وعن أبي يوسف أنه يعتبر العرف على خلاف المنصوص عليه أيضا لأن النص على ذلك لمكان العادة فكانت هي المنظور إليها وقد تبدلت"[15]

"ہر وہ چیز جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفاضل (فرق) کو حرام قرار دیا ہے، اگر وہ مقدار میں ناپی جانے والی ہو، تو ہمیشہ ناپی جائے گی۔ جیسے کہ گندم، جوار، کھجور، نمک اور وہ تمام چیزیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفاضل کو حرام قرار دیا ہے، اگر وہ وزن کے حساب سے ہوں، تو ہمیشہ وزنی ہوں گی، جیسے سونا اور چاندی۔ 'کیونکہ نص (صریح حکم) عرف سے زیادہ قوی ہے، اور جو چیز قوی ہو، وہ کمزور پر نہیں چھوڑنی چاہیے۔' اور جو چیز نص سے ثابت نہیں ہے، وہ لوگوں کی عادات پر مبنی سمجھی جائے گی' کیونکہ عادات ایک دلیل ہے۔ ابو یوسف کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ وہ عرف کو نص کے خلاف بھی مانتے ہیں، کیونکہ نص کا تعلق عادت سے ہے، اور عادت ہی کو دیکھا جاتا ہے، حالانکہ عادت بدل چکی ہے۔

صاحب ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت سے اس اہم سوال کو سلجھانے کا راستہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے عرف کو مد نظر رکھتے ہوئے جس چیز کا کوئی حکم بیان کیا تھا اور پھر عرف کی بدل گیا تو وہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک باقی رہے گا اور نص کو عرف پر فوقیت حاصل رہے گی۔

2۔ منصوص مبنی علی العرف میں امام ابو یوسفؒ کا نقطہ نظر

امام ابو یوسفؒ ان سے اختلاف کرتے ہوئے مذکورہ معاملے میں نص پر عرف کی فوقیت کے قائل ہیں۔ تاہم فقہ حنفی کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ فقہائے کرام کے سامنے اس جیسے کئی مسائل سامنے آئے مثلاً ایک اہم مسئلہ جنگ کے دوران مارے جانے والے کافر کے سامان اور مالِ غنیمت کے بارے میں پیش آیا جس کے بارے میں آپ ﷺ کے واضح حکم درج ذیل تھا:

" مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ ، فَلَهُ سَلَبُهُ"[16]

جس نے کسی کو (حالت جنگ) قتل کیا اور اس کے پاس مقتول کے مال غنیمت یا قتل پر دلیل موجود ہو تو وہ اس کو ملے گی۔

تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو موقوف کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "مؤلفة القلوب" کے بارے میں اپنے عرف پر فیصلہ کرتے ہوئے اس پر عمل کو موقوف کیا کہ اب زکوۃ کے اصناف میں اس صنف کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نیز عورتوں کی نماز

---

[15] Al-Marghīnānī, ‘Alī ibn Abī Bakr ibn ‘Abd al-Jalīl al-Farghānī, Abū al-Ḥasan Burhān ad-Dīn. *Al-Hidāya fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī.* Edited by Ṭalāl Yūsuf. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d., 3: 62.

[16] Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj *al-Qushayrī an-Naysābūrī. Al-Musnad aṣ-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar bi-Naql al-‘Adl ‘an al-‘Adl ilā Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu ‘Alayhi wa Sallam*. Beirut: Dār al-Jīl, n.d., facsimile of the Turkish edition printed in Istanbul, 1334 AH, 5: 147.

مساجد میں آپ ﷺ کے دور میں جاری تھی، تاہم دورِ صحابہ میں اس پر عمل موقوف ہوا۔ فقہ حنفی کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ متاخرین فقہائے کرام نے عرف کی تبدیلی کے معاملے میں امام ابویوسفؒ کے قول ترجیح دی ہے۔ لہٰذا موجودہ دور کے عرف کی تبدیلی کے باعث فقہی احکام میں فرق آئے گا۔ تاہم یہ معاملہ بہت نزاکت لیے ہوئے کہ کیونکہ یہ فیصلہ کرنا کہ کونسے مسئلہ میں حکم آپ ﷺ نے عرف کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا اور کونسا حکم عرف پر مبنی نہیں تھا بلکہ مطلقاً تھا۔ کیونکہ بعض ایسے نظریات کے حامل افراد موجود ہیں جو تقریباً منصوص حکم کے بارے میں ایسے نظریات کے قائل ہیں، مثال کے طور پر، سود سے متعلق بعض کی رائے یہ ہے کہ سود کی ممانعت آپ ﷺ کے عرف کو مد نظر رکھ کی گئی تھی جس میں سود کی وجہ سے لوگوں پر ظلم کیا جاتا ہے، اب چونکہ تجارتی لین دین اب صرف روایتی طریقوں تک محدود نہیں رہا بلکہ اس میں ڈیجیٹل مالیات اور آن لائن تجارت بھی شامل ہو گئی ہے۔ خاندانی ڈھانچے بھی تبدیل ہوئے ہیں، اور خواتین کی حقوق اور مالی خود مختاری کے بارے میں معاشرتی اصولوں میں ارتقاء آیا ہے لہٰذا اب عرف کی تبدیلی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے جواز کی طرف جانا چاہیے۔

خلاصہ بحث

اس مقالے میں اسلامی فقہ میں "عرف" کے تصور کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں اس کی تعریف، اقسام، اہمیت اور وقت کے ساتھ اس میں آنے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ عہد نبوی ﷺ کے مسائل کا عصر حاضر کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح "عرف" فقہی احکام کو متاثر کرتا ہے اور کس طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بدلنے سے احکام میں فرق آسکتا ہے۔ مختلف فقہی مکاتب فکر کی آراء کا مطالعہ اس موضوع پر موجود تنوع کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ معاصر مثالیں اس بات کی عملی وضاحت کرتی ہیں کہ "عرف" کس طرح آج بھی فقہی احکام کو متاثر کر رہا ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ "عرف" اسلامی قانون کا ایک متحرک اور باا ثر عنصر ہے، جو اسے بدلتے ہوئے معاشرتی حالات کے مطابق ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مستقبل کی تحقیق اس بات پر توجہ مرکوز کر سکتی ہے کہ جدید دور کے نئے چیلنجوں کے تناظر میں "عرف" کو کس طرح مزید مؤثر طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے تاکہ اسلامی قانون کی مطابقت اور افادیت کو برقرار رکھا جاسکے۔ موجودہ دور میں امام ابویوسفؒ کے قول پر احتیاط کے ساتھ عمل کرنا چاہیے، تاکہ نہ تو بے جا جمود طاری ہو اور نہ ہی ہر چیز کی اباحیت کا دروازہ کھلے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Abd al-Ḥalīm ibn ʻAbd as-Salām, Ibn Taymiyya. *Al-Fatāwā al-Kubrā li-Ibn Taymiyya*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1408 AH.
* Al-Bābartī, Muḥammad ibn Muḥammad ibn Maḥmūd. *Al-ʻInāya Sharḥ al-Hidāya*. Beirut: Dār al-Fikr, n.d.
* Al-Kāsānī, ʻAlāʼ ad-Dīn Abū Bakr ibn Masʻūd ibn Aḥmad. *Badāʼiʻ aṣ-Ṣanāʼiʻ fī Tartīb ash-Sharāʼiʻ*. Beirut: Dār al-Fikr, 1998.
* Al-Marghīnānī, ʻAlī ibn Abī Bakr ibn ʻAbd al-Jalīl al-Farghānī, Abū al-Ḥasan Burhān ad-Dīn. *Al-Hidāya fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī*. Edited by Ṭalāl Yūsuf. Beirut: Dār Iḥyāʼ at-Turāth al-ʻArabī, n.d.
* Al-Qushayrī an-Naysābūrī, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Al-Musnad aṣ-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar bi-Naql al-ʻAdl ʻan al-ʻAdl ilā Rasūl Allāh Ṣallā Allāhu ʻAlayhi wa Sallam*. Beirut: Dār al-Jīl, n.d.
* Al-Suyūṭī, Jalāl ad-Dīn. *Al-Iklīl fī Istinbāṭ at-Tanzīl*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1401 AH.

* Balyāwī, ‘Abd al-Ḥafīẓ. *Miṣbāḥ al-Lughāt*. Lahore: Maktaba Usāma ibn Zayd, Urdu Bazaar, n.d.
* Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. *Lisān al-‘Arab*. Beirut: Dār Ṣādir, 1990.
* Jurjānī, Alī ibn Muḥammad ibn ‘Alī. *Kitāb at-Ta‘rīfāt*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1403 AH.
* Mughal, Munīr Aḥmad. *‘Urf wa Sadd Dhara’i‘*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, n.d.
* Muḥammad Ṣiddīqī ibn Aḥmad. *Al-Wajīz fī Iḍāḥ Qawā‘id al-Fiqh al-Kulliyya*. Beirut: Mu’assasat ar-Risāla, 1416 AH.
* Zayn ad-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Nujaym al-Ḥanafī. *Al-Ashbāh wa an-Naẓā’ir*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1419 AH.
* Zubd al-Ḥaq Miṣbāḥī. *Aḥkām mein ‘Urf wa Ta‘āmul kī Ḥaythiyyat*. Delhi: Falāḥ Research Foundation, 2015.